ڈھاکہ کیوں ڈوبا؟

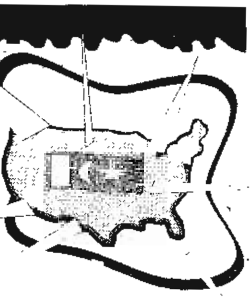

محمد زبیر آل محمد
مدیر جامعہ اسلامیہ، ضلع خوشاب

16 دسمبر 1971ء ریس کورس کے میدان میں کچھ افراد کی آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں تھا اور کچھ ''جئے ھندو'' زندہ باد کے نعرہ بازی لگا رہے تھے کہ بھارتی کمانڈر اروڑا سنگھ تباہ شدہ ہوائی اڈے پر ہیلی کاپٹر سے اترا تو جنرل نیازی اور اروڑا سنگھ کا سینہ اور کندھے ایک جیسے تھے۔ جنرل نیازی نے ہاتھ ملایا تو دونوں جرنیل اپنے سٹاف کے ہمراہ کار میں سوار ہو کر ریس کورس میدان کے وسط میں پہنچ کر لکڑی کی ایک سادہ سی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ جنرل نیازی کی ذلت ورسوائی میں ڈوبی آنکھوں نے میز پر رکھے گئے مسودے کو دیکھا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اس پر دستخط ثبت کر دیے۔ اپنا ریوالور گولیوں سے خالی کر کے جنرل اروڑا کو دے دیا۔

ریوالور کیا دیا مشرقی پاکستان حوالے کر دیا۔ جس کے بعد اس عظیم اسلامی نظریاتی ریاست کے جرنیل کے تمغے اور رینک سرعام اتار لئے گئے۔ پاکستانی پرچم اتار کر نذر آتش کر دیا گیا۔ بنگلہ دیشی پرچم ہوا میں پھڑ پھڑانے لگا تو آل انڈیا ریڈیو نے اعلان کیا ''کہ غزنوی کے جانشینوں نے اندرا گاندھی کی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں'' اور اس جانکاہ حادثے پر مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہوئے اندرا گاندھی نے کہا کہ ''ہم نے ایک ہزار سالہ تاریخ کا انتقام چکا دیا ہے اور دوقومی نظریے کو خلیج بنگال کے پانیوں میں غرق کر دیا ہے''

تاریخ ہم سے سوال کرتی ہے کہ ڈھاکہ کیوں ڈوبا؟ ہم تاریخ کے سیاہ اوراق کی ورق گردانی کر کے جواب تلاش کرتے ہیں کہ ڈھاکہ کیوں ڈوبا۔ **90,000** اسلامی فوج نے ہتھیار کیوں ڈالے؟

لاہور کے اقبال پارک میں علامہ مشرقی نے **1956ء** میں جلسہ عام میں خطاب کے دوران اپنی بصیرت کی بنا پر پیش گوئی کی تھی ''مسلمانو! آج اس پلیٹ فارم سے تم کو متنبہ کرتا ہوں بغور سنو اور غور کرو۔ مستقبل میں کسی وقت اور غالباً **1970ء** کے آخر تک تم کو ایک خطرناک صورتِ حال کا سامنا ہوگا۔ مجھے صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ **1970ء** میں اس قوم پر ہر طرف سے یورش ہوگی۔ داخلی صورت حال بہت خراب ہو جائے گی۔ ایک بڑے پیمانے پر کشت وخون کا خوف وہراس اس ساری قوم میں پھیل جائے گا۔ میری طرف سے لکھ رکھو کہ **1970ء** میں پاکستان کی خودمختارانہ حاکمیت کو ایک بڑا ہی سخت خطرہ لاحق ہو جائے گا''

اسی تقریر میں ایک انوکھی تجویز بھی حکومت کو پیش کی کہ ''جغرافیائی فاصلے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال کی بنا پر دس، دس لاکھ آدمی ایک سے دوسرے حصے میں آباد کر دیئے جائیں تاکہ تہذیبی اور ثقافتی یک رنگی پیدا ہو جائے''

صاحب بصیرت اور دانش ور حضرات نے لیل و نہار کی بدلتی ہوئی کروٹوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ مستقبل قریب میں وطن عزیز ایک عظیم حادثے سے دوچار ہونے والا ہے کیونکہ شراب وشباب میں مصروف حکمرانوں نے مے خواری کی مجلسوں کو سجا کر غدارانِ ملک وملت کو پھلنے اور پھولنے کا موقعہ فراہم کر دیا تھا۔ انہی غداران نے موقعہ کو غنیمت جان کر متحدہ پاکستان کے ایک بازو کو سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں الگ کر دکھایا۔ جس کے ظاہر و باطنی اسباب ملاحظہ کیجیے۔

1۔ قومی زبان اردو یا بنگلہ ؟

1948ء میں ریس کورس کے میدان میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے جلسہ عام سے خطاب کے دوران فرمایا ''اور صرف اردو ہی پاکستان کی قومی زبان ہوگی'' جبکہ ''بنگالی'' کو قومی زبان کا درجہ دلانا چاہتے تھے۔ قائداعظم نے اس جلسہ عام سے 3 روز بعد یہی اعلان ڈھاکہ میں یونیورسٹی میں طلبہ کے سامنے کیا۔ تو اس اعلان کے بعد نہ صرف احتجاج کیا گیا بلکہ ہڑتال بھی کر دی گئی۔ **1952ء** میں وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے اردو کو قومی زبان قرار دینے کے حق میں بیان دیا تو ڈھاکہ یونیورسٹی شدید فسادات کا شکار ہوگئی۔ جس پر حکومتی کاروائی کی وجہ سے چند طلباء جاں بحق ہو گئے۔ ان کی یاد میں وہاں ایک مینار تعمیر کیا گیا جس کا نام ''شہید مینار'' رکھا گیا۔ جو آج بھی بنگالیوں کی قومیت کی مرکزی علامت ہے۔

مشرقی پاکستان میں قومی زبان کے بارے میں فضا کو ناہموار کرنے میں ہندو سرمائے کا بڑا کردار تھا۔ یہی ہندو سرمایا ہی تھا جس نے بنگالیوں کے دلوں سے اسلام کے تعلق کو ختم کر کے زبان کو زیادہ مقدس بنا دیا تھا۔ اسی فضا کو ختم کر کے ہم آہنگی اور مفاہمت کو فروغ دینے کیلئے صدر ایوب نے بین الصوبائی شادیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ چند مغربی افسران کی شادیاں بھی مشرقی پاکستان میں ہوئی لیکن گورنر ذاکر حسین نے کمال نادانی کا اظہار کرتے ہوئے یہ مفید سلسلہ بھی موقوف کر دیا جس سے علیحدگی کی تحریک کو زبردست تقویت ملی۔

مسلم لیگ کی تقسیم :

انگریزوں سے مسلم لیگ کی مشترکہ کوششوں کے بعد جب پیمانہ آزادی ملا تو مشرقی پاکستان میں یہ جماعت تین دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ایک دھڑا خواجہ ناظم الدین کا تھا۔دوسرا دھڑا فضل الحق کا جبکہ تیسرا دھڑا سہروردی کا تھا۔

i۔ لیاقت علی کی شہادت کے بعد مسلم لیگ کی قیادت کا تمام تر بوجھ خواجہ ناظم الدین کے ناتواں کندھوں پر آن پڑا۔مشرقی پاکستان میں ان کے خلاف فضا اس وقت سے ہوگئی تھی جب انہوں نے قومی زبان اردو کے حق میں بیان دیا اور وہ وزیراعظم متحدہ پاکستان تھے۔

ii۔ دوسرا دھڑا فضل الحق کا تھا۔جس کی کرشک سرامک پارٹی تھی اس نے **1954**ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے دشمنی کا ایک منفرد انداز اختیار کیا۔اپنے ہر عوامی جلسے میں ''تار'' (ٹیلی گرام) کا فارم لوگوں کو دکھاتا اور کہتا ''لوگو! یہ تار کا فارم ہے۔مغربی پاکستان کے امیر لوگ جب کسی کو کوئی فوری پیغام بھیجتے ہیں تو یہ فارم انہیں مفت ملتا ہے۔جب انہیں کہیں پیسے بھیجنے ہوتے ہیں منی آرڈر فارم بھی انہیں مفت ملتا ہے۔اگر آپ کا بیٹا جب بیمار ہو اور آپ اسے معمولی کارڈ بھیجنا چاہیں تو وہ بھی آپ کو تین پیسے میں ملتا ہے۔اس الیکشن میں عوامی لیگ اور کرشک سرامک پارٹی نے آپس میں الحاق کیا اور فضل الحق وزیراعلیٰ بنے۔

iii۔ سہروردی مرحوم کی قیادت میں ''عوامی مسلم لیگ'' بنانے اور کہلوانے والے گروپ نے بعد میں ہندوؤں کی سوچ وفکر کے مطابق عوامی مسلم لیگ سے ''مسلم'' کا لفظ نکال دیا عوامی لیگ کی قیادت ظاہراً کسی اور کے پاس تھی حقیقتاً یہ جماعت کانگریس کا نیا جنم تھا۔ہندو سرمائے کے ساتھ عوامی لیگ کو مقبول جماعت بنایا گیا تھا۔

سکول و کالجز اور انکے ہندو پروفیسر اور اساتذہ:

مشرقی پاکستان میں کئی مقامات پر سکول و کالجز میں اساتذہ ہندو تھے جنکے بیوی بچے تو کلکتہ میں تھے اور خود وہ ہونہار اور نوجوان طلبہ کو مغربی پاکستان کے خلاف اکسانے کے مشن کی تکمیل میں مصروف تھے۔فیروزپور کے راجندرو کالج کے پرنسپل اور کئی اساتذہ ہندو تھے۔

اکثر مشرقی پاکستانی افسروں نے ہندو دانشوروں اور پروفیسروں سے تعلیم پائی تھی جو نہ صرف پاکستان کی حکومت کے راز دشمن کو فراہم کرتے تھے بلکہ مشرقی پاکستان کی محرومیوں کے اصل حقائق بڑھا چڑھا کر بیان کرتے۔

مشرقی پاکستان میں **1300** نجی ہائی سکول اور **47** کالج تھے جس میں **95%** سکول و کالجز ہندوؤں کی ملکیت تھے ان سکولوں کے کمروں میں قائداعظم محمد علی جناح کی جگہ اندرا گاندھی اور نہرو کی بڑی بڑی تصاویر آویزاں تھیں عوامی لیگ نے ہزاروں تنخواہ دار حمایتی ملازم رکھے ہوئے تھے جن میں سکول وکالجز کے طلباء اور اساتذہ بھی شامل تھے۔مجیب الرحمٰن کے چھ نکات جن کو شیطانی نکات کہنا بہت اچھا ہے۔بنگال کے ہندو پروفیسروں کے وضع کردہ تھے جن کی تشہیر پوری دنیا میں انہیں ہندوؤں کے لیکچروں اور تصانیف کے ذریعے ہوئی جن کو عوامی لیگ نے **1970**ء کے الیکشن میں اپنا منشور بنایا۔

مشرقی پاکستان میں مغربی افسران بالا کی تعیناتی:

جس وقت ملک آزاد ہوا بنگلہ دیش میں آئی سی ایس افسران زیادہ تر ہندو تھے جو بھارت چلے گئے ایک آئی سی ایس افسر مشرقی پاکستان کے حصے میں آیا۔اس خلا کو پُر کرنے کیلئے سی۔ایس۔پی افسران مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان میں مقرر کئے جو زیادہ تر پنجابی یا اردو بولنے والے تھے مشرقی پاکستان میں اس افسرانِ بالا کی تعیناتی کوئی غلط عمل نہ تھا۔بس غلطی صرف یہ ہوئی کہ نفرت وکدورت کی فضا کو بھائی چارگی کے ساتھ ختم کرنے کی بجائے یہ افسرانِ بالا اسے اپنے رعب داب اور اقتدار کی قوت سے ختم کرتے رہے جو نہ بنگالیوں کی زبان بولنے کی قوت رکھتے تھے اور نہ ہی سمجھنے کی یہ افسران جہاں بیوروکریٹ تھے۔وہاں کردار کے اعتبار سے مفلس بھی اس تمام اندرون خانہ کہانی سے بنگالی آگاہ اور واقف تھے۔

جنرل اعظم خان مشرقی پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور گورنر تھے جو اپنی شرافت اور عادلانہ طرز حکومت کی وجہ سے مشرقی پاکستانیوں کے دل میں جگہ بنا چکے تھے۔مگر ان کو واپس بلا کر سابق بیوروکریٹ غلام فاروق کو مشرقی پاکستان کا حاکم بنا دیا۔صدر ایوب کے دور میں ذاکر حسین جو سابق آئی جی پولیس اور سابق بیوروکریٹ تھے وہ بھی مشرقی پاکستان کے گورنر بنائے گئے۔یہ لوگ نفرت میں بھی شدت اور محبت میں بھی شدت کا برتاؤ کرتے تھے۔جبکہ ضرورت تحمل مزاجی، نرم خوئی اور راست فکری کی تھی جو جغرافیائی فاصلے کی رکاوٹیں دور کرتی لیکن افسوس ایسا نہ ہوسکا مقامی بنگالی افسران اور لیڈران عوام کو یہ تاثیر دینے میں کامیاب نکلے کہ مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان کی کالونی ہے اور پنجابی اسے لوٹ رہے ہیں۔

معاشی و اقتصادی عدم مساوات:

سقوط ڈھاکہ کا ایک سبب مشرقی پاکستان کی معاشی ،اقتصادی محرومیاں تھیں اس کی تمام تر ذمہ داری مغربی پاکستان پر عائد ہوتی ہے۔ایک حد تک یہ بات درست بھی ہے مشرقی اور مغربی پاکستان کی معاشی و اقتصادی حالت میں شروع ہی سے بڑا فرق تھا اس عدم مساوات کو ختم کرنے کیلئے کبھی بھی مخلصانہ کوشش نہ کی گئی۔

عدم مساوات کی وجوہات اور اسباب:

ا۔آزادی کے وقت مشرقی پاکستان کی **80%** دولت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔

۲۔شہری علاقوں میں جائیداد اور عمارات کا 50% غیر مسلموں کی ملکیت تھا۔

۳۔1300 نجی ہائی سکول اور 47 نجی کالجز میں 95% ہندؤں کی ملکیت تھے۔

۴۔سنہری ریشہ یعنی پٹ سن کے زرمبادلہ کا اکثر حصہ مغربی پاکستان کے حوالے کر دیا جاتا۔

۵۔1958ء تک پورے مشرقی پاکستان میں 148 کروڑ روپے کا صنعتی سرمایا لگا ہوا تھا جبکہ اکیلے کراچی میں 114 کروڑ سے زائد تھا۔ کراچی کو شامل کر کے مغربی پاکستان میں 308 کروڑ روپے سے زائد لگا جو مشرقی پاکستان کے مقابلے میں دوگنا سے بھی زیادہ تھا۔

۶۔بجٹ کا 56% دفاع پر خرچ کیا جاتا جبکہ مشرقی پاکستان میں 10% سے زائد استعمال نہ ہوتا۔

۷۔زیادہ تر چھاؤنیاں ،فوجی تنصیبات ،فوجی مراکز افسر اور جوان مغربی پاکستان سے ہی تھے۔

۸۔1970ء تک صرف ایک بنگالی میجر جنرل بن سکا۔ کیونکہ انگریز کا خیال تھا کہ ''بنگالی نسلاً اچھے فوجی نہیں بن سکتے'' یہ غلط پالیسی حکومت پاکستان نے بھی جاری رکھی۔

۹۔1969ء تک پاک فوج میں مشرقی پاکستان کا حصہ آٹھ فی صد سے زائد نہ تھا۔ جبکہ فضائیہ میں ایک تہائی تک موجود تھا۔

۱۰۔تمام بڑے ڈیم مغربی پاکستان میں بنائے جاتے جبکہ مشرقی پاکستان سیلابوں میں ڈوبتا رہا۔ ڈیموں کی تعمیر مغربی پاکستان میں ہوئی جبکہ اس پر خرچ ہونے والا زرمبادلہ کا کثیر حصہ مشرقی پاکستان کی کمائی ہوتا۔

۱۱۔بھویان کے ایک تخمینے کے مطابق بنگلہ دیش کے قیام تک تین ارب برطانوی پاؤنڈ کی مالیت کے برابر مشرقی پاکستان کے وسائل مغربی پاکستان کو منتقل ہوئے۔

۱۲۔مشرقی پاکستان کی کثیر دولت ہندوں کے ذریعے بھارت منتقل ہوئی۔ مگر اسے روکنے کا حکومتی سطح پر کوئی بندوبست نہ کیا گیا۔ ماہرین کے ایک اندازے کے مطابق 75 سے 80 کروڑ روپے سالانہ زرمبادلہ ہندو سرمایا کار بھارت لے جاتا رہا۔

یہی وہ اہم ترین عدم مساوات کے سیاسی عوامل تھے جس نے مجیب جیسے غدار کو علیحدگی کا منصوبہ بنانے کے بعد اس کے پروپیگنڈہ میں کامیاب بنا دیا۔

نسلی اور لسانی فسادات:

مذکورہ عدم مساوات کے سیاسی عوامل کے پیش نظر 1954ء کے الیکشن کے بعد نسلی و لسانی فسادات کا سلسلہ پہلی بار مشرقی پاکستان میں شروع ہوا۔ جس میں مفاد پرست صنعتکاروں کا کردار تھا۔ کیونکہ یہ فسادات ہمیشہ کسی طاقت ور مفاد پسند گروہ کی سازش ہوتے ہیں۔

اسی سازش کی وجہ سے صرف نرائن گنج میں تقریبا 600 غیر بنگالی قتل ہوئے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء خطرناک قیدی ڈھاکہ سنٹرل جیل کی سلاخیں توڑ کر بھاگ گئے۔ جناح ایونیو میں غیر بنگالیوں کی دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ نواب پور میں غیر بنگالی آبادی پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا گیا۔ جے پور میں ٹیلی فون ایکسچینج پر حملہ کر کے غیر بنگالی قتل کر دیئے گئے۔

چاٹگام فیروز شاہ کالونی میں 700 مکان جلا دیئے گئے۔ چاٹگام میں ہی ملٹری اکیڈمی کے کمانڈنٹ کرنل کو قتل کر کے اس کی آٹھ ماہ کی حاملہ بیوی کی عصمت دری کی گئی۔ اس کو سنگینو سے شدید زخمی کر کے اس کے پیٹ سے برآمد ہونے والے بچے کو اس کے ننگے جسم کے اوپر رکھ دیا گیا۔ نواب گنج میں ایک سرکاری ملازم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ یہ فسادات کا سلسلہ بڑھتا ہوا سقوط ڈھاکہ تک پہنچا تو مجیب کے اندازے کے مطابق ۳۰ لاکھ جبکہ ایک غیر جانبدارانہ اندازے کے مطابق ۱۰ لاکھ افراد لقمہ اجل بنے جن میں اکثر کو دفن کرنے کی بجائے دریاؤں اور نہروں کے سپرد کر دیا۔ نہروں اور دریاؤں میں بھی پانی کی جگہ خون بہہ رہا ہوتا تھا۔

یحییٰ خان کا کردار:

صدر ایوب خان کے ساتھ یحییٰ خان کے پرنسپل سٹاف آفیسر جنرل پیرزادہ کو ذاتی عداوت تھی کہ اسے 1964ء میں صدارتی محل سے نکالا گیا تھا شائد یہی وجہ تھی کہ جس وقت لاقانونیت کے طوفان ،فسادات ،قتل و غارت اور جلسے جلوسوں پر قابو پانے کیلئے ایوب خان نے فوج سے مدد طلب کی تو پیرزادہ نے صاف انکار کر دیا صدر ایوب نے بعض ناگزیر وجوہات کو بھانپتے ہوئے آئینی طور پر حکومت قومی اسمبلی کے سپیکر کے سپرد کرنے کی بجائے کمانڈر انچیف یحییٰ خان کے سپرد کر دی۔ یحییٰ خان اس سے قبل اپنی ساجی محفلوں کی زینت بننے والی خواتین کے ہاں عنقریب ملنے والے اس اعزاز کا اظہار کر چکا تھا۔ یحییٰ خان نے اپنے دور حکومت میں ملکی اور عالمی کشیدگیوں کو دور کرنے کی بجائے شراب و شباب اور عورتوں عصمت دری میں مصروف وقت گزارا۔ حتیٰ کہ جب ڈھاکہ ڈوب رہا تھا فوجی کمان بار بار ایوان صدر سے رابطہ کر رہی تھی مگر ہر بار یہی جواب مل رہا تھا کہ صدر صاحب باتھ روم میں ہیں۔

جنرل یحییٰ خان کا پورا عرصہ صدارت مشکوک کردار کی عورتوں کے گرد گھومتا رہا جس میں بارہ عورتیں یحییٰ خان کے اعصاب پر حاوی تھیں جو چاہتیں اور جس وقت چاہتیں وہ اپنی من مانی کے فیصلے کروالیتیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے لوگوں کو اپنے کام کیلئے بھی ان سے رابطہ کرنا پڑتا۔ ان میں اکثر بھارتی محکمہ جاسوسی کی تربیت یافتہ تھیں۔

مفادات و وقار کی خاطر یحییٰ خان کے ساتھ

عصمتوں کے سودے کرنے والی چند خواتین

1۔ نور جہاں

2۔ بلیک بیوٹی بنگالن مسز شمیم کے حسین جسے یحیٰی خان نے آسٹریلیا میں سفیر مقرر کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ یہ بھارت کے محکمہ جاسوسی کے ماہرین کی تربیت یافتہ تھی۔

3۔ اقلیم اختر رانی جو گجرات کی رسوائے زمانہ تھی۔اقلیم اختر کے علاوہ اس کی چھوٹی بہن عمیم اختر اور اس کی لڑکیاں۔

یحیٰی خان وھسکی اور عورتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ڈھاکہ ڈوبتا رہا۔بلآخر 90,000 اسلامی فوج ہتھیار ڈالنے کیلئے تیار ہوگئی تو یحیٰی خان نے اس جانگاں صدمے پر یہ الفاظ کہے کہ ''میں آپ کیلئے دعا کے علاوہ کیا کرسکتا ہوں'' زانی اور شرابی کی دعا کا بھی کیا فائدہ جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہونے کی بجائے منہ پر ماری جائے۔

بھٹو کا کردار:

ذوالفقار علی بھٹو سر شاہنواز کا بیٹا تھا۔جو اس کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا جو سر شاہنواز کے نکاح میں آنے سے قبل ایک خوبصورت نوجوان ہندو رقاصہ تھی۔اس عظیم سانحہ میں بھٹو کے کردار کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان سیاسی سمجھوتے کی ہر کوشش ناکام بنانے میں زیادہ تر کردار بھٹو کا ہے۔

تاشقند کے مذاکرات کے دوران جب بھٹو کو روسی وزیر اعظم نے کسی بات پر ٹوکا تو صدر ایوب نے احتجاجاً واک آؤٹ کردیا جس کی روسی وزیر اعظم نے تنہائی میں معذرت کرلی اور کہا وہ بھٹو پر اعتماد نہ کریں یہ سی۔آئی۔اے کے ایجنٹ ہیں اور خفیہ طور پر بھارتی وزیر اعظم سے مل چکے ہیں۔

اسی لئے بھٹو نے اقتدار میں آکر ایجنسی کی اہم دستاویزات قبضے میں لے لیں تھیں۔جن پر اس کے امریکی سی۔آئی۔اے کے ساتھ تعلقات کے ثبوت تھے۔

یحیٰی خان نے جب اعلان کیا کہ ۱۳ فروری کو قومی اسمبلی کا اجلاس ڈھاکہ میں ہوگا تو بھٹو نے اس اعلان کی مخالفت اس انداز سے کی کہ جو رکن قومی اسمبلی مغربی پاکستان سے ڈھاکہ جائے گا اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔پھر 14 مارچ کو کراچی نشتر پارک میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''ادھر تم ادھر ہم'' ہوس اقتدار اور شراب وشباب کے نشے میں ڈوبے بھٹو کا یہ انداز پاکستان کو متحد رکھنے والی کوششوں پر پانی پھیر گیا۔

جنرل نیازی نے بھی اپنے خلاف الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تمام صورت حال کا ذمہ دار بھٹو تھا۔فوجی کاروائی بھٹو نے کرائی۔

یحیٰی خان بھی بھٹو کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا تھا کیونکہ وہ آئے دن لاڑکانہ میں شکار کھیلنے جاتے اور مہمان نوازی کا شرف بھٹو کے حصے آتا۔مجیب الرحمٰن کو یہ بھی ایک شکوہ تھا کہ یحیٰی خان بھٹو سے ملاقات کیلئے خود لاڑکانہ جاتا ہے۔جبکہ مجھے خود چل کر یحیٰی خان کے پاس آنا پڑتا ہے اسے کیا خبر کہ لاڑکانہ میں شکار کے بہانے آنے والے مہمان کو بھٹو جانوروں کا نہیں بلکہ شراب و شباب کے نشے سے چور کر کے امت مسلمہ کی دوشیزاؤں کی عصمتوں کا شکار کرواتا ہے۔کیونکہ جس دوکان پر سودا عمدہ ہوگا گاہک دیوانہ وار اسی پر آتا ہے دونوں زانی اور دونوں شرابی تھے۔

بصیرت اور صلاحیت سے خالی یحیٰی خان نے جب اقتدار بھٹو کے حوالے کیا تو اس نے یحیٰی خان پر اپنے پورے دور حکومت میں نقل وحرکت اور بولنے پر پابندی لگائے رکھی اسکے بیٹے کو برماشیل کی ملازمت سے نکلوایا، گھر پر پولیس کا پہرہ لگایا۔صدر ایوب اور یحیٰی خان کے زوال میں مین کردار بھٹو کا ہی تھا۔

مجیب الرحمن کا کردار:

انٹیلی جنس نے یحیٰی خان کو مجیب الرحمٰن کے حقیقی عزائم کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا کہ اس کی تمام تر کوششیں قیام بنگلہ دیش کیلیے ہیں یحیٰی خان کو مجیب کی ٹیپ ریکارڈ گفتگو بھی پیش کی گئی لیکن مشرقی پاکستان کے نرم خو گورنر ایڈمرل احسن کے ساتھ عوامی لیگ کے رہنماؤں کے تعلقات اچھے تھے گورنر نے ہمیشہ یہ کہا کہ مجیب کے ارادے نیک ہیں گورنر کی اس رپورٹ پر یحیٰی خان انٹیلی جنس کی تمام تر رپورٹوں کو جھوٹی سمجھتا رہا حالانکہ وہ تمام تر مبنی برحق تھیں۔

14 اگست 1970ء کو یوم آزادی کے موقع پر ڈھاکہ یونیورسٹی میں پاکستان کی بجائے بنگلہ دیش کے جھنڈے نمایاں طور پر لہرائے گئے اور بنگلہ دیش کے ایک بڑے نقشے کی نقاب کشائی کی گئی۔

مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ کے تعاون اور تقویت کیلئے ہندو سرمایا بھرپور خرچ ہو رہا تھا۔عوامی لیگ حقیقت میں کانگریس ہی کا نیا جنم تھا۔تمام پالیسیاں اور کام ہندو سوچ وفکر کے مطابق ہو رہے تھے۔یہی ہندو سرمایا مجیب کو آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔25-26 مارچ 1971ء کی درمیانی شب مجیب نے بنگلہ دیش میں آزادی کا اعلان کرنے کیلئے ریڈیو ڈھاکہ سے رابطہ کیا تو وہاں فوج قابض ہوچکی تھی۔اس کے بعد مجیب کے اس آزادی کے اعلان کو وائرلیس کے ذریعے ریڈیو چٹاگانگ سے تمام تھانوں سے سنا۔اس اعلان کے فورا بعد پاک فوج نے مجیب کو تلاش کر کے گرفتار کیا تو یہ اپنے کمرے کو باہر سے تالا لگا کر سویا

ہوا تھا۔ اس پر مقدمہ بغاوت درج کر کے مغربی پاکستان لایا گیا اور جیل میں بند کر دیا گیا۔ عوامی لیگ کے باقی رہنما فرار ہو گئے۔ اور کچھ روپوش۔ بھاشانی بھارت فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ (جہاں کا خمیر تھا وہاں جا پہنچا)

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد یحییٰ خان نے ایک انٹرویو کے دوران مجیب خان کے بارے میں اس طرح اظہار کیا کہ "مجیب کنفرم غدار تھا مجیب انڈیا کا ایجنٹ تھا بھٹو کی خواہش تھی کہ میں اسے ختم کر دوں"

جب بنگلہ دیش بن چکا تو بھٹو نے مجیب کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا سب سے پہلے وہ لندن گیا وہاں سے دہلی اور پھر ڈھاکہ جب دہلی گیا تو بھارتی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اس نے تین نعرے لگائے "جے بھارت" "جے بنگلہ دیش" اور "جے اندرا گاندھی" ان نعروں سے اس کے بھارتی ایجنٹ ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا مزید دہلی میں مجیب کا استقبال اندرا گاندھی نے گلے میں ہار پہنا کر کیا۔ ڈھاکہ پہنچنے پر مجیب نے لاکھوں افراد کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں کئی سال سے بنگلہ دیش کو ایک آزاد مملکت بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

بالآخر اس غدار کو بھارت کے یوم آزادی کے دن 15 اگست 1975ء کو بیوی اور تمام اہل خانہ سمیت گولیوں سے اڑا دیا گیا۔

جنرل نیازی:

جس وقت جنرل نیازی کی ٹکا خان کی جگہ بطور لیفٹیننٹ جنرل ترقی دے کر تعیناتی کی گئی تو کئی سینئر افسروں نے اس ترقی سے کئی خدشات وابستہ کر لئے تھے۔ جس وجہ سے اس ترقی اور تعیناتی کی مخالفت بھی کی گئی تھی۔ کیونکہ ان کی صلاحیت اس چیلنج کے لائق نہیں تھی اور نہ ہی وہ اس نازک ترین لمحے میں قوم کو گرداب سے نکالنے کا کردار ادا کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ قدم قدم پر رہنمائی کا محتاج فرد، کردار کے اعتبار سے مفلس اور اپنے کمانڈر کی طرح شراب و شباب کے گھونٹ پہ گھونٹ بھرنے والا رہبری کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈھاکہ چھاؤنی میں مشکوک عورتوں کی آمد و رفت بڑھی اور اعلیٰ کمانڈروں کے کرتوت بنگالی ملازمین کے ذریعے آؤٹ ہوئے جن کا تذکرہ بین الاقوامی ذرائع کو کرنا مشکل نہ رہا۔

6 دسمبر 1971ء کو مشرقی پاکستان کے گورنر ہاؤس میں نیازی حالات سے مایوس ہو کر اور اپنی ناکامیوں کو محسوس کر کے بلک بلک کر روتے رہے۔ نیازی کی آہوں اور سسکیوں کو بنگالی بیرا جو چائے دینے آیا تھا سن کر پھیلا دیا کہ پاکستانی جرنیل صورتحال سے ناامید ہو چکے ہیں۔

کردار کے اعتبار سے مفلس، غدار اور بدکردار ٹولے کی ناعاقبت اندیشیوں، غیر منصفانہ رویوں، وھسکی کے گھونٹوں، شاہی محلوں میں عورتوں سے لطف اندوزی کی اٹھکیلیوں نے بھارت کو اپنے غداران سمیت سازش میں کامیاب ہونے کا موقعہ فراہم کر دیا۔ جس وجہ سے 16 دسمبر کی سہ پہر ریس کورس کے میدان میں ڈھاکہ ڈوب گیا۔

آج بنگلہ دیش میں بیت المکرّم بھی ہے اور ڈھاکہ بھی مگر یہ بیت المکرّم اور ڈھاکہ پاکستان کا نہیں بلکہ بنگلہ دیش کا ہے۔

نوٹ: اس خونچکاں داستان میں بدکرداروں اور غداروں کے درداروں کو نمایاں کرنے کے لئے میاں محمد افضل کی مرتب شدہ کتاب "سقوطِ بغداد سے سقوط ڈھاکہ تک" کی کثیر معاونت رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کی والدہ وفات پا گئیں

تحصیل ہیڈکوارٹر شاہ کوٹ کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر محمد اشرف الراعی کی والدہ محترمہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند نہایت صالحہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے انہیں جنۃ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

ادارہ ترجمان الحدیث ڈاکٹر محمد اشرف صاحب و دیگر لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحومہ کیلئے بلندی درجات اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کیلئے دعا گو ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مجلہ ترجمان الحدیث
میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نرخنامہ اشتہارات مجلہ ترجمان الحدیث

آخری صفحہ مکمل (4 کلر)	5000روپے
اندرون آخری صفحہ مکمل (سنگل کلر)	3000روپے
اندرون آخری نصف صفحہ (سنگل کلر)	2000روپے
عام صفحات مکمل صفحہ	2000روپے
عام صفحات نصف صفحہ	1000روپے
عام صفحات چوتھائی صفحہ	500روپے
عام چھوٹے اشتہارات	300روپے

رابطہ: دفتر ترجمان الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد
فون: 041-8780374-8780274
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ساھن
کمپیوٹرز پرنٹرز
بہترین ڈیزائننگ کمپوزنگ اور پرنٹنگ کیلئے تشریف لائیں
الرحمٰن پلازہ گلی نمبر6 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد 0300-6650883

ہر قسم کی بہترین پرنٹنگ کیلئے تشریف لائیں
عارف ظفر پرنٹنگ پریس
عیدگاہ روڈ فیصل آباد
فون: 041-2634032, 2627224